امام زین العابدین نے ڈر کے مارے یزید کی بیعت کر لی

پھر اس (یزید) نے علی بن الحسین (امام زین العابدین) کی طرف بھیجا اور ان سے بھی وہی بات کہی جو قریشی شخص سے کہی تھی۔ علی بن الحسین نے اس سے کہا: "تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہاری بات نہ مانوں (یعنی بیعت نہ کروں) تو کیا تم مجھے ویسے ہی قتل کر دو گے جیسے کل تم نے اس شخص کو قتل کیا تھا؟ یزید نے کہا: "ہاں۔"علی بن الحسین نے کہا: "تو میں نے تمہاری بات مان لی جو تم نے مانگی تھی (یعنی تمہاری بیعت کر لی)، میں ایک مجبور غلام ہوں، تم چاہو تو (مجھے اپنے پاس) روک لو، چاہو تو (مجھے) بیچ دو۔"یزید نے کہا: "یہی تمہارے حق میں بہتر تھا۔ تم نے اپنا خون بچا لیا اور اس سے تمہاری عزت میں کوئی کمی نہیں آئی

الروضة من الكافی - ج8 - ص235

الرَّوضة

من

الكافي

تأليف

ثقة الإسلام أبي جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق

الكليني الرازي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢٨/٣٢٩ هـ

مع تعليقات نافعة مأخوذة من عدة شروح

صححه وقابله وعلق عليه

علي أكبر الغفاري

عني بنشره

الشيخ محمد الآخوندي

مؤسس دار الكتب الإسلامية

«طهران - بازار سلطاني»

الجزء الثامن

حقوق الطبع والتقليد عن هذه الصورة المزدانة بالتعاليق والحواشي محفوظة للناشر

چاپخانه « حيدري » طهران

شبكة كتب ال...
books.net
...a.net < رابط بديل

قريش فأتاه فقال له يزيد : أتقرّ لي أنّك عبد لي ، إن شئت بعتك وإن شئت استرققتك فقال له الرّجل : والله يا يزيد ما أنت بأكرم منّي في قريش حسباً ولا كان أبوك أفضل من أبي في الجاهليّة والإسلام وما أنت بأفضل منّي في الدّين ولا بخير منّي فكيف أقرّ لك بما سألت ؟ فقال له يزيد : إن لم تقرّ لي والله قتلتك ، فقال له الرّجل : ليس قتلك إيّاي بأعظم من قتلك الحسين بن علي عليهما السلام ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فأمر به فقتل .

(حديث علي بن الحسين عليهما السلام مع يزيد لعنه الله)

ثمّ أرسل إلى عليّ بن الحسين عليهما السلام فقال له : مثل مقالته للقرشيّ فقال له عليّ بن الحسين عليهما السلام : أرأيت إن لم أقرّ لك أليس تقتلني كما قتلت الرّجل بالأمس ؟ فقال له يزيد لعنه الله : بلى فقال له عليّ بن الحسين عليهما السلام : قد أقررت لك بما سألت أنا عبد مكره فإن شئت فأمسك وإن شئت فبع ، فقال له يزيد لعنه الله : أولى لك [1] حقنت دمك ولم ينقصك ذلك من شرفك .

٣١٤ - الحسين بن محمد الأشعري ، عن عليّ بن محمد بن سعيد [2] ، عن محمد بن سالم بن أبي سلمة ، عن محمد بن سعيد بن غزوان قال : حدّثني عبدالله بن المغيرة قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنّ لي جارين أحدهما ناصب [3] والآخر زيديّ ولابدّ من معاشرتهما فمن أعاشر فقال : هما سيّان [4] ، من كذّب بآية من كتاب الله فقد نبذ الإسلام وراء ظهره وهو المكذّب بجميع القرآن والأنبياء والمرسلين ، قال : ثمّ قال : إنّ هذا نصب لك وهذا الزيديّ نصب لنا .

٣١٥ - محمد بن سعيد قال : حدّثني القاسم بن عروة ، عن عبيد بن زرارة ، عن

(١) أي الشر قريب بك ، وفي المرآة « قال الجوهري : قولهم : اولى لك تهدد ووعيد وقال الاصمعي : معناه قاربه ما يهلكه اي نزل به انتهى وهذا لايناسب المقام وان يكون الملعون بعد في مقام التهديد ولم يرض بذلك عنه عليه السلام ويحتمل ان يكون مراده أن هذا اولى لك و احرى مما صنع القرشي » .

(٢) كذا في أكثر النسخ و قال المجلسي رحمه الله : الظاهر إما سعد أو علي بن محمد بن أبي سعيد . وقد مر الكلام فيه ص ٢٢٧ . تحت رقم ٥ في الهامش .

(٣) لعل مراد الراوي بالناصب المخالف كما هو المصطلح في الاخبار وانهم لا يبغضون اهل البيت ولكنهم يبغضون من قال بامامتهم بخلاف الزيدية فانهم كانوا يعاندون اهل البيت ويحكمون بفسقهم لعدم خروجهم بالسيف . (آت) (٤) أي مثلان .

جاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً (الاسراء-81)

بیعت کی حقیقت

محقق: نعیم عباس

استاد رہنما: مولانا احمد حسین فخر الدین صاحب

سال تحصیلی 2016-2017 رولنمبر 2505 کلاس علوم قرآن (رسائل سوم)

محل تحقیق: جامعۃ الکوثر اسلام آباد

یافروخت کر دو۔یزید نے کہایہ تمہارے لئے بہتر ہو گیاہے کہ اس اقرار نے تیرے کون کی حفاظت کی ہے اوراس سے تیرا شرف و منزلت بھی کم نہیں ہوا۔

جواب:۔

اس روایت پر تفصیلی بحث کر کے ہم کئی پہلوؤں سے ناقابل قبول اور مردود ہوناثابت کریں گئے۔

سندی حیثیت

اس کی مکمل سند کچھ یوں ہے :۔

"علی بن ابراہیم عن ابیہ (ابراہیم بن ہاشم) عن ابن محبوب عن ابی ایوب عن برید بن معاویہ قال سمعت ابا جعفرع"

اس سند کو علامہ مجلسیؒ نے اصول کافی کی شرح مراۃالعقول میں حسن قرار دیا ہے [1]

البتہ اس کا جواب حدیث کی تشریح کرتے ہوئے دیا ہے جو ہم اسی روایت کے متن پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر کریں گئے۔

درایتی کیفیت

اس روایت کی ضمن میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ روایت کی سند صحیح ہے لیکن متن منکر ہے جس کے شواہد ہم بعد میں تفصیل سے ذکر کرتے ہیں لیکن اس سے قبل ہم ایک مسلمہ قاعدہ کو ذکر کرتے ہیں (کہ آیا ایسا ممکن ہے کہ روایت از لحاظ سند صحیح ہو مگر اس کا متن مردود ہو) تاکہ بحث ہر لحاظ سے کامل ہو جائے۔

([1]) مراۃالعقول: علامہ مجلسیؒ، جلد کتاب الروضۃ حدیث 313 ص178-179

قاعدہ: سند کا صحیح ہونا متن کی صحت کو مستلزم نہیں

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ علم درایہ کا مبتدی بھی اس قانون سے آشنا ہے کہ اگر کسی بھی عالم کا کسی روایت کی سند پر صحیح یا حسن کا حکم لگانا سند اور متن دونوں کو شامل ہوتا ہے لیکن اگر سند راویوں کی وثاقت اور اتصال کے لحاظ سے درست ہو مگر اس کا متن قرآن مجید کی نص یا کسی خبر متواتر یا تاریخی مسلمہ حقائق سے متصادم ہو تو اس روایت کا متن شاذ متصور ہوگا جیسا کہ اس قانون کو اہل سنت علماء نے اپنی کتب میں لکھا ہے ملاحظہ کریں

الحکم بالصحۃ اوالحسن علی الاسناد لایلزم منہ الحکم بذالك علی المتن اذقد یکون شاذاً او معللا[1]

کسی سند پر صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگانا اس سے متن پر اس حکم کا لگانا لازم نہیں آتا کیونکہ کبھی متن شاذ یا معلل ہوتا ہے

اور علماء اکثر اس قاعدہ سے استفادہ کرتے ہیں اس بات کی شاہد وہ عبارات ہیں جہاں خود اہل سنت علماء نے راویوں کی وثاقت اور سند کی صحت کے باوجود متن کو منکر قرار دیا جس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

شمس الدین ذھبی نے المستدرک کی تلخیص میں ایک حدیث جس کو خود امام حاکم نیشاپوری صحیح کہہ چکے تھے اس کے ضمن میں لکھا ہے

قلت هذا وان کان رواته ثقات فهو منکر لیس ببعید من الوضع[2]

میں بھی یہی کہتا ہوں اگرچہ رواۃ سب ثقہ ہیں لیکن اس کا متن منکر ہے اور بعید نہیں کہ موضوع ہو۔

([1]) الباحث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث: تالیف حافظ ابن کثیر، شارح احمد محمد شاکر ص 43، معارف السنن: سید محمد یوسف بنوری جلد 2 ص 375

([2]) تلخیص المستدرک: شمس الدین ذھبی جلد 3 ص 128۔ اللیالی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: جلال الدین سیوطی ص 61

اس میں دیکھیں ایک صحیح درجہ کی روایت کو متن کی وجہ سے منکر حتی موضوع تک کہا جارہا ہے یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ صرف سند کا صحیح ہونا اس کے متن کے قابل قبول ہونے کا موجب نہیں بنتا ہے۔

اسی طرح قاضی محمد اکرم نصرپوری سندھی نے بھی لکھا ہے کہ

رجال الصحیح ومتنه منکر فان النبی لایقول ذلك لرجل من اهل بدر فجعل المتن منکرا مع الحکم بان رجاله رجال الصحیح[1]

اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور متن منکر ہیں بتحقیق نبی ﷺ نے کسی اہل بدر کے شخص کو ایسا نہیں کہا یہی بات متن کو منکر قرار دیتی ہے درحالانکہ اس کے راوی صحیح (بخاری یا مسلم) کے راوی ہیں۔

اور ابن حجر نے اس قاعدہ کو اپنی کتاب میں لکھا ہے وہ رقمطراز ہیں

لایلزم من کون رجاله ثقات ان یکون صحیحا[2]

حدیث کے رجال کا ثقہ ہونے سے اس کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا

ان تمام شواہد وعبارات سے ثابت ہوا کہ بعض اوقات روایت کے تمام راوی ثقہ ہوتے ہیں اور حدیث سند کے لحاظ سے صحیح وحسن ہوتی ہے مگر اس کا متن اگر نصوص قرآنی یا روایت متواتر یا کسی تاریخی مسلمہ حقیقت کے خلاف ہو تو متن ناقابل قبول، منکر، شاذ ہوتا ہے۔

([1]) امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر: قاضی محمد اکرم ص133

([2]) تلخیص الحبیر جلد3 ص19

روایت کے متن میں مناقشہ

سابقہ قاعدہ کی رو سے یہ حدیث سند کے لحاظ سے قابل قبول ہے اور بمطابق مراۃ العقول حسن ہے لیکن اس کا متن قابل قبول نہیں جس کی تصریح علماء امامیہ نے جابجا فرمائی ہے۔ جیسا کہ خود مراۃ العقول میں علامہ مجلسی اسی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں

"قوله علیه السلام دخل المدینة وھو یرید الحج ھذا غریب اذ المعروف بین اھل السیر ان ھذا الملعون بعد الخلافة لم یات المدینة بل لم یخرج من الشام حتی مات ودخل النار" [1]

اور امام علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یزید مدینہ میں داخل ہوا در حالانکہ وہ حج کا ارادہ رکھتا تھا یہ غریب ہے کیونکہ اہل سیر میں معروف ہے کہ یہ ملعون خلافت ملنے کے بعد مدینہ آیا ہی نہیں بلکہ وہ شام سے ہی نہیں نکلا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور جہنم رسید ہوا۔

نیز محمد صالح مازندرانیؒ نے بھی اصول کافی کی شرح میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے

"وقوله (وھو یرید الحج) ذکر العلماء الاصولیون من علائم کذب الخبر۔۔۔وسفر یزید الی الحجاز لم ینقله احد" [2]

اور ان کا کہنا کہ یزید حج کا ارادہ رکھتا تھا علماء اصولیین نے اس کو خبر کے جھوٹا ہونے کی علامات میں سے قرار دیا ہے۔۔۔اور یزید کا حجاز کی طرف سفر کرنا کسی ایک نے بھی نقل نہیں کیا ہے۔

([1]) مراۃ العقول جلد 26 ص 178،179 حدیث 313

([2]) شرح اصول الکافی: محمد صالح المازندرانیؒ متوفی 1081ھ جلد 12 ص 320

اس کے علاوہ بھی جن علماء نے بھی شرح اصول کافی میں اس حدیث کے ضمن میں اس روایت کے متن کو قبول نہیں فرمایا اور ہم اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت بھی ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس روایت کو پیش کرنے کا مقصد یزید کی بے گناہی ثابت کرنا ہے تو خود یہ روایت ہی مستدل کے مدعی کو رد کر دیتی ہے مثلا (لَيْسَ قَتْلُكَ إِيَّايَ بِأَعْظَمَ مِنْ قَتْلِكَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ ع ابْنَ رَسُولِ اللهِ ص)

اور دوسری بات یہ کہ مستدل یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی خلیفہ وقت یزید کی بیعت کی اور مستدل کی پیش کردہ یہ روایت ہی اس کے استدلال کو فاسد کر دیتی ہے جیسا کہ (أَنَا عَبْدٌ مُكْرَهٌ) جو بیعت اکراہی پر واضح دلالت کرتا ہے جس کو ہم کتب اہل سنت سے باطل اور کالعدم قرار دے چکے ہیں۔